مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر

جلد ۲ — شمارہ ۱۵

۹ تا ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲

۱۴۰۲

خصائل نبوی
برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد الزبیری وابو نعیم قالا حدثنا سفیان عن عبد اللہ بن عیسیٰ عن رجل من اھل الشام یقال لہ عطاء عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔

۷۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی۔ اس لیے کہ بابرکت درخت کا تیل ہے۔

فائدہ:۔ اس درخت پر مبارک کا اطلاق کلام اللہ شریف کی اس آیت میں آیا ہے من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ الآیۃ اور بابرکت ہونے کی وجہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اکثر شام میں پیدا ہوتا ہے اور وہ زمین اس لیے بابرکت ہے کہ اس میں اکثر نبی مبعوث ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ برکت کا اس لیے اطلاق ہے کہ اس میں منافع بہت ہیں۔ چنانچہ ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے جن میں سے ایک جذام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی ہر چیز میں منافع ہے اس کا تیل جلانے کے کام میں آتا ہے، کھانے کے کام میں آتا ہے، دباغت کے کام میں آتا ہے۔ ایندھن جلانے کے کام میں لایا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی راکھ ریشم دھونے کے لیے خاص طور سے مفید ہے کہتے ہیں کہ اس کے درخت کی عمر بہت ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد تو پھل لاتا ہے اور ایک ہزار برس کی عمر اکثر ہوتی ہے۔ اس کے منافع طب کی کتب میں بکثرت ذکر کیے گئے ہیں۔

۸۔ حدثنا یحیی بن موسیٰ حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔ قال ابو عیسیٰ وکان عبد الرزاق یضطرب فی ھذا الحدیث فربما اسندہ وربما ارسلہ حدثنا السنجی وھو ابو داؤد سلیمان بن معبد المروزی السنجی حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن زید بن اسلم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ولم یذکر فیہ عن عمر۔

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو اس لیے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔

فائدہ ان روایات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے تو خود استعمال فرمانا ظاہر ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ــــــ ۶۰ روپے

ششماہی ــــــ ۳۵ روپے

سہ ماہی ــــــ ۲۰ روپے

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ــــــ ۲۱۰ روپے

کویت، عمان، شارجہ، دوبئی، اردن وغیرہ

شام ــــــ ۲۲۵ روپے

یورپ ــــــ ۲۹۵ روپے

آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا ــــــ ۲۴۰ روپے

افریقہ ــــــ ۲۱۰ روپے

افغانستان، ہندوستان ــــــ ۱۹۵ روپے

فون نمبر ۱۹۰۱ ۴

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع۔ حکیم الحسین نوری انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت۔ ۲/۸ سالار منشن ایم اے جناح روڈ کراچی

فہرست

خصائل نبوی ﷺ ۔ حضرت شیخ الحدیث رح ۔ ۲

افادات عارفی ۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب ۔ ۳

ابتدائیہ ۔ منظور احمد الحسینی ۔ ۵

مرزائیوں کا عقیدہ ۔ مولانا لال حسین اختر صاحب ۔ ۷

پردہ اٹھتا ہے ۔ مولانا اللہ وسایا ۔ ۹

حضرت خواجہ نظام اولیاءؒ ۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی ۔ ۱۱

آپکے مسائل کا جواب ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۔ ۱۵

مسئلہ ختم نبوت ۔ علی اصغر چشتی صابری ۔ ۲۰

نعت ۔ سید صدیق لکھنوی ۔ ۲۴

کتابت

محمد عبدالستار واحدی

غلام یٰسین تبسم

حدود کے اندر رہ کر ہر ایک کا حق ادا کرنے کا نام

شریعت، طریقت اور سنت ہے۔

افادات عارفی
ضبط و ترتیب
منظور احمد الحسینی

ملفوظات طیبات عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

فرمایا:- صبح سے شام تک روز مرہ کی زندگی میں ہمارے ہزاروں قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم کسی کے والد، کسی کے بیٹے، کسی کے بھائی، کسی کے شوہر، کسی کے رشتہ دار، کسی کے دوست اور پڑوسی ہیں اسی طرح سے ہزاروں قسم کے معاملات میں ہم الجھے ہوئے ہیں۔ بس حدود کے اندر رہ کر ہر ایک کا حق ادا کرنا اسی کا نام شریعت، طریقت اور سنت ہے۔

فرمایا:- بار بار اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہیں کہ ہم ہر ایک کا حق ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو اور بیرونی زندگی ہمارے لئے مکمل نمونہ ہے۔ آپ پر بڑی ذمہ داریاں تھیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك۔ اس قدر بار امانت! مگر باین ہمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ گھر داخل ہوتے تھے۔ تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے تھے۔ اصل تو معاملات اور تعلقات میں حدود کے اندر رہ کر حق ادا کرنا ہیں۔ باقی عبادات ذکر و اذکار شرافت اور خصوصیات انسانی پیدا کرنے کے لئے ہیں۔

یہ ایک ایسی انرجی اور قوت ہیں جو روزمرہ کے تعلقات اور معاملات میں ہماری زبردست معاون ہیں اگر ان کو حذف کر لیا جائے تو ہماری زندگی جانوروں کی طرح ہو جائے۔

فرمایا:- نفس اور شیطان امر ربی ہیں ہمارے اندر دونوں قسم کے مادے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں جہاں فضائل کا حامل اللہ تعالیٰ نے ہمیں بنایا وہاں رذائل کے مادے بھی رکھے گئے۔ ان دونوں کا ہونا لازمی ہے۔

اگر ایک طرف آگ ہے تو دوسری طرف پانی اور برف ہے البتہ دونوں کا استعمال جدا جدا ہے۔ جہاں برف کا استعمال ہوگا وہاں آگ استعمال نہیں کی جا سکتی بس یہ ضروری ہے کہ ہر چیز کو اس کے صحیح مصرف اور حدود میں رہتے ہوئے خروج کیا جائے۔ اگر حدود کے اندر رذائل کو استعمال کیا جائے تو وہ حسنات بن جاتے ہیں۔ اسی طرح حسنات کا بے جا استعمال مضر ہوگا۔ مثلاً غصہ ایک رذیلہ ہے، کبھی آدمی کو اتنا پاگل بنا دیتا ہے کہ قتل تک کرا دیتا ہے مگر جہاد کے موقع پر اس کا ہونا ضروری ہے۔ رذائل کا سب سے بڑا فائدہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

ہفت روزہ ختم نبوت

قربانی کی حقیقت

قربانی اسلام کی مہتم بالشان عبادت، اُمت مسلمہ کے لئے دینی شعار اور امتیازی نشان ہے۔ اس کی مشروعیت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے عہد رسالت سے لے کر اب تک اس کے ایک مستقل عبادت ہونے پر پوری اُمت کا اجماع رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اس پر بغیر کسی نکیر اور اختلاف کے پوری امت کا عمل رہا ہے۔

قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ اشہر حج سے پہلے رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ جس میں مختلف فضیلتیں اور عبادتیں ہیں۔ مثلاً روزے رکھنا، تراویح پڑھنا وغیرہ۔ رمضان المبارک میں ایک مسلمان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کر لیتا ہے اور اس کو تزکیہ نفس کی دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ اب رمضان المبارک کے آخری روزے کے افطار کے وقت سے متصل حج کا وقت ملا ہوا ہے۔ کیونکہ رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہی فوراً شوال کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے اور "شوال" "اشہر حج" میں سے پہلا مہینہ ہے۔ حج سے مقصود دربار خداوندی میں حاضری ہے۔ اس لئے رمضان المبارک میں مختلف عبادات رکھی گئیں تاکہ ایک مسلمان پاک صاف ہو کر بڑے دربار میں حاضری کے قابل ہو سکے جیسے بادشاہ کے دربار میں اگر کسی کو حاضر ہونا ہو تو پہلے سے اس کی تیاری کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ایک مسلمان سے تیاری کرائی گئی پھر دستور یہ ہے کہ جب سلاطین کے دربار میں حاضری ہو تو اس وقت کوئی ہدیہ پیش کیا جائے اور جتنا بڑا دربار ہوتا ہے اسی کے شایان شان ہدیہ ہونا چاہیئے۔ اب جب کہ حج سے مقصود احکم الحاکمین، بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حاضری دینی مقصود ہے تو اس حاضری کے بعد کوئی نہ کوئی ہدیہ ضرور پیش کرنا چاہیئے اور وہ مہتم بالشان ہدیہ "قربانی" ہے۔ جس طرح قرآن اور رمضان میں خاص مناسبت ہے اسی طرح سے قربانی اور ایام حج میں خاص مناسبت ہے اور یہی جانور ہی ہدیہ بننے کے قابل ہے اس لئے کہ اشیاء میں سے محبوب چیز مال سمجھا جاتا ہے اور مال میں سے بھی جانور زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ جاندار ہونے کی وجہ سے اس سے محبت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اگر کوئی بے جان چیز ضائع ہو تو آدمی دوسری گھڑ کر بنا سکتا ہے بخلاف جاندار کے، کہ اگر وہ فنا ہو گیا تو دوبارہ وہی نہیں ملتا اور سب سے زیادہ محبوب انسان کو اپنی جان ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار عالی کی عظمت کا تقاضا اور حق تو یہی تھا کہ خود اپنی جان پیش کرتا اور عشاق کے شایان شان جان کا پیش کرنا ہے، مگر ہر ایک کو عشق کا انتہائی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پردہ رکھ کر جان کی بجائے "جانور کی قربانی" کو قائمقام کر دیا اور بدل کا حکم اصل کا ہوتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھتا ہے تو اس کو وہی ثواب ملتا ہے جو وضو کے ساتھ نماز پڑھنے سے ملتا ہے چونکہ قربانی جان کا بدل ہے اس لئے قربانی کرنے سے جان دینے کا ثواب ہوگا۔

یہی نکتہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے واقعہ میں مضمر ہے۔ یہاں جنتی دنبے کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدل قرار دیا جا رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے لخت جگر کو اپنی طرف سے گویا قربانی ہی کر دیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس خلوص و ایثار کو قبول فرماتے ہوئے، "ذبح عظیم" کو فدیہ کے طور پر قبول کر لیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وفدیناہ بذبح عظیم (صفت) اور "اس کے بدلے ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کے لئے دیدیا" یہ ذبح عظیم ایک دنبے کی شکل میں نمودار ہوا تھا جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ یہ ایک امتحان تھا۔ جس میں دونوں باپ بیٹے اس طور پر کامیاب اور سرخرو ہو گئے اور یہ ادا اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ قیامت تک آنے والے امت محمدیہ کے افراد کے لئے اس کو واجب قرار دے دیا گیا۔ اس قرب خداوندی کو حاصل کرنے کے لئے تمام اُمت مسلمہ ہمیشہ سے اس سنت ابراہیمی کو ہر سال تازہ کرتی آ رہی ہے۔ یہاں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے کہ بیٹے کو ذبح کرنا اپنے آپ کو ذبح کرنے سے بھی اشد ہے خودکشی کرتے ہوئے آپ نے بہتوں کو دیکھا ہوگا مگر فرزند کشی کون کر سکتا ہے۔

قربانی کے اس عظیم واقعہ نے ہمیں بتایا کہ اولاد انسان کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اس کی خاطر انسان کیا کچھ نہیں کرتا تکلیفیں اٹھاتا ہے مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام رضاء الٰہی کی خاطر اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنی طرف سے انہوں نے قربانی دے دی۔ جب کہ اس سے پہلے وطن، عزیز و اقارب مال سب کچھ آپؑ قربان کر چکے تھے۔ سب سے کٹ کر ایک خدا کی طرف متوجہ تھے اس کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے یہی جذبات جو آپ کے دل میں موجزن اور کار فرما تھے اسی کا نام حنیفیت ہے۔ قربانی کا یہی مقصد ہے، ہر شخص کو انہی جذبات سے سرشار ہونا چاہیئے۔ قربانی کا ایک عظیم مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اس کی وحدت اور شان اجلال کا اقرار و اظہار کرنا ہے۔ قربانی سے عقیدہ توحید میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ مشرک قوموں میں حیوان پرستی عرصہ دراز سے مروّج ہے اسلام نے جانوروں کی قربانی کا حکم دے کر مسلمانوں کو حیوان پرستی سے محفوظ کر دیا۔ جس طرح نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ، روزہ تقویٰ کے حصول کا ذریعہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی مال کی پامالی کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح سے .... قربانی حُبّ نفس اور حُبّ حیات کی پامالی کا ذریعہ ہے۔

قربانی نفسیاتی طور پر مومن کی موت کا رُخ اور مقصد متعیّن کرتی ہے کہ جس طرح ایک مومن کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اسی طرح اس کی موت کا مقصد بھی رضاء الٰہی اور قرب بارگاہِ خداوندی ہی ہونا چاہیئے۔

قربانی ہر صاحب نصاب مسلمان پر ہر جگہ واجب ہے صرف حج یا حرم کے ساتھ مخصوص نہیں اہل زیغ کا یہ نظریہ رکھنا کہ قربانی صرف حجاج کرام کے ساتھ مخصوص ہے یہ سرتاپا غلط، باطل اور گمراہ کن ہے۔ اس لئے کہ سورۂ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کو نماز کے ساتھ جوڑا ہے اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے نماز عید اور قربانی مراد ہے (مرقاۃ صفحہ ۲۶۲ جلد نمبر ۲) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کسی مکان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر جگہ فرض ہے۔ ایسے ہی قربانی کسی مکان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر جگہ فرض ہے .... اور جس طرح نماز کے اوقات مقرر ہیں۔ اسی طرح قربانی کا وقت بھی مقرر ہے۔ تو یہ عبادت بھی نماز کی طرح ہے کہ جس کا وقت متعین ہے مگر مکان متعین نہیں۔

باقی صفحہ ۱۹ پر

مسلمانوں کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ

بلا تبصرہ

تحریر:۔ حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ

(۱) "ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔"

(انوار خلافت از مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ ص۹۰)

(۲) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔

(آئینہ صداقت از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان ص۳۵)

(۳) "ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد ص۱۱۰)

(۴) "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی

(۵) "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔"

(انجام آتھم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۶۲)

(۶) مجھے خدا کا الہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار از مرزا غلام احمد ص۸)

(۷) پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔ (اربعین نمبر۳ ص۲۸ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(۸) **سوال**: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بیّنات سے ثابت ہے۔ اور کفار کے لئے دُعائے مغفرت جائز نہیں۔

(الفضل قادیان ۷ فروری ۱۹۲۱ء جلد ۸ نمبر ۵۹)

(۹) ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبائع (لاہوری پارٹی کے مرزائی) غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا

اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔

(ڈائری مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۱۰) غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ بس یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائی عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔

(انوار خلافت مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان ص۹۳)

(۱۱) حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

(برکات خلافت از مرزا محمود احمد ص۷۵)

(۱۲) غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔

(برکات خلافت از مرزا محمود احمد ص۷۳)

(۱۳) جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔

(ملائکۃ اللہ مصنفہ مرزا محمود احمد ص۴۶)

(۱۴) غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے۔ جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد ص۱۶۹)

بقیہ : تراشے

(۲) " ۔ ۔ ۔ ۔ کے زمانہ میں اسلام کی حالت پہلی رات کے چاند کی تھی اور مرزا کے زمانہ میں چودھویں رات کے چاند کی ہے۔

(۳) ۔ " ۔ (نعوذ باللہ) سور کی چربی استعمال کیا کرتے تھے۔

(۴) ۔ ۔ " کے جلال کی اب ضرورت نہیں اب مرزا کے جمال کی ضرورت ہے۔

(۵) ۔ ۔ " کی شکل مبارک گرو نانک جیسی تھی۔۔۔۔

(۶) ۔ ۔ ۔ سے ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

ان تعلیمات کو اپنانے والے آج کہتے ہیں کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ کی عظمت کو اجاگر کریں گے۔

مندرجہ بالا تعلیمات جو صریحاً نہ صرف کفر بلکہ حضور علیہ السلام کی سراسر توہین پر مبنی ہیں۔ جن کے ماننے والے بدترین کافر ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ سوائے دجل و فریب کے اور کیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ باقی آئندہ

تراشے

قسط نمبر ۱

پردہ اٹھتا ہے

خطیب ربوہ مولانا محمد اللہ وسایا

مولانا شاہ احمد نورانی اور غلام احمد قادیانی

روز نامہ الفضل ربوہ کی اشاعت ۵ رمئی ۸۳ء کے آخری صفحہ پر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی پر تیرو نشتر کی قادیانی پرچہ نے بارش کی ہے۔ انہیں سردست اتنی بات کہنا ہے کہ وہ لکھتے ہیں "کیونکہ صرف آٹھ اور آٹھ ہزار میں بہت فرق ہے" لکھنے والا اگر صدق دل سے مرزائی ہے تو اسے توبہ کرنی چاہیئے۔ اس نے یہ لکھ کر مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انحراف کا جرم کیا ہے۔ ہاں اگر وہ صدق دل سے قادیانی نہیں ہے حالات نے اسے مرزا قادیانی کی دہلیز چاٹنے پر مجبور کیا ہے تو پھر معذور ہے۔ بھلا وہ شخص جو یہ لکھے کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اور صفر کی کوئی حیثیت نہیں اس کے ماننے والے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی پر کیونکر اعتراض کرنے میں حق بجانب ہیں!

جناب اگر صفر کی کوئی حیثیت نہیں تو صرف ۸ اور ۸۰۰۰ ہزار میں بھی صرف تین صفروں کا فرق ہے۔ ان کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی پہ اعتراض کرنے والا شخص مرزا قادیانی کی تعلیمات سے منحرف نظر آتا ہے۔ اگر یہ مرزا قادیانی کا دلدادہ ہوتا۔ تو صرف ۸ اور ۸ ہزار نہیں بلکہ ۸ اور آٹھ لاکھ کے فرق پہ بھی اعتراض نہ کرتے کیونکہ بقول مرزا لفظوں کی کمی بیشی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اب دیکھئے کہ مرزائی مرزا غلام احمد کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں۔ یا مولانا شاہ احمد نورانی پر سے اعتراض واپس لیتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ہماری پانچوں گھی میں ہیں۔ مرزا صاحب کی تعلیمات کو مرزائی غلط قرار دیں تو بھی ھو المقصود۔ مولانا شاہ احمد نورانی سے اعتراض واپس لیں۔ تو بھی ٹھیک

مرزائی اور حکومت پاکستان

روز نامہ الفضل ربوہ کی اشاعت ۸ رمئی ۸۳ء کے صفحہ اول پہ خبر ہے۔ کہ گھانا میں مرزائی جماعت نے پہلا مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج کھولا ہے۔

حکومت پاکستان سوچے کہ اہل اسلام کے بار بار مطالبہ کے باوصف آپ نے قادیانیوں سے متعلق قانون سازی نہ کر کے امت محمدیہ کی تعلیمات کو بازیچہ اطفال بنا دیا ہے۔ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ قادیانی اسلام دشمن استعماری طاقتوں کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں۔ مگر وہ اسلام کے نام پہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کس قدر ظلم ہے کہ زہر ہلاہل کو قند کہا جا رہا ہے۔ اگر اس ملک کا کوئی باشندہ غیر فوجی ہو کر اپنے آپ کو فوجی کہے یا فوج کی وردی استعمال کرے فوراً قانون حرکت میں آئے گا۔ کہ صاحب فوج کی توہین ہو گئی۔ جناب جس طرح غیر فوجی

فوج کی وردی و نام استعمال نہیں کر سکتا۔ اسی طرح غیر مسلم بھی اسلام کا نام اور اسلام کا یونیفارم استعمال نہیں کر سکتا۔۔ کافر اور ازلی ابدی بدترین کافر اسلام کے نام پہ لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ جب ہم باہر کی دنیا کے سربراہوں کو کہتے ہیں کہ یہ غیر مسلم ہیں۔ تو وہ فوراً ہمیں کہہ دیتے ہیں صاحب ہم باہر کی دنیا کے سربراہوں کو کہتے ہیں کہ یہ غیر مسلم ہیں۔ تو وہ فوراً ہمیں کہہ دیتے ہیں کہ جناب کسی کی پیشانی پر تو نہیں لکھا کہ یہ غیر مسلم ہے۔ اگر غیر مسلم ہے تو اس کے پاسپورٹ شناختی کارڈ میں اسے غیر مسلم لکھیں۔ حکومت وقت کو اللہ رب العزت توفیق دے کہ جہاں وہ فوج کی عزت کا تحفظ کرتی ہے۔ اسلام کی عزت کا بھی تحفظ کرے اور پاسپورٹ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کرے تاکہ کوئی غیرمسلم اسلام کے نام پہ بیرون و اندرون ملک دھوکہ نہ دے سکے۔ اور اسلام کا نام غلط استعمال نہ ہو۔ اللہ رب العزت توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین۔

توحید و رسالت اور قادیانیت المرزائی

روزنامہ الفضل ربوہ اشاعت ۲۳ جولائی ۸۳ء صفحہ ۲

پر مرزا طاہر نے کہا۔

(۱) "آج خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے

(۲) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دنیا سے منوانے کا فریضہ ہم احمدیوں کو سونپا گیا ہے۔"

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد پڑھا ضرور تھا مگر اس کا مصداق آج سمجھ میں آیا۔

مرزا طاہر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کریگا دعویٰ کرنے سے قبل اتنی بات دنیا کو نہیں تو اہل ربوہ کو ہی سمجھا دیتے کہ

(۱) وہ کون شخص ہے جس نے کہا کہ "خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ قوت اجولیت کی طاقت کا اظہار کیا؟"

(۲) وہ کون شخص ہے جس نے کہا کہ میرا بیٹا ایسا ہے "جیسے خدا آسمان سے اترا ہو۔"

(۳) وہ کون شخص ہے جس نے کہا کہ "میں زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہوں۔"

(۴) وہ کون شخص ہے جس نے کہا کہ "میں خدا کا بیٹا ہوا ہے۔"

(۵) وہ کون شخص ہے جس نے کہا کہ "خدا تعالیٰ تیندوے کیطرح بے شمار ہاتھ پاؤں رکھتا ہے۔"

(۶) وہ کون شخص ہے جس نے کہا کہ "خدا تعالیٰ ایک کھا جانیوالی آگ ہے۔"

(۷) جس شخص کی تعلیمات پر ابوجہل جیسے مشرک کا شرک شرمائے۔ اس کے ماننے والے کہتے ہیں کہ ہم وحدانیت کو پھیلائیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی صرف مدعی نبوت نہ تھا بلکہ مدعی الوہیت بھی تھا۔

جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ

رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ و تیقنت اننی ھو۔۔۔۔

میں نے خواب میں اپنے آپ کو عین خدا دیکھا۔ اور یقین کیا کہ میں ہی خدا ہوں، دنیا میں توحید پھیلانے کے مدعی طاہر صاحب اس شخص کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے جو خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ کیا آپ اس مشرک اعظم کو کافر کہنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والی بات ہوگی۔ آپ توحید خداے علیم ولد نہیں بلکہ اس کے دھوکہ ہیں مرزا قادیانی کی مبتذل تعلیمات کو پھیلانا چاہتے ہیں اور لیبل توحید کا ہے۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دنیا کو منوانے کا فریضہ احمدیوں کو سونپا گیا" قارئین کتنا خوشکن نعرہ ہے۔ مگر خوشی کی سے زیادہ گمراہ کن ہے۔

(۱) اس لئے کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ (قرآنی آیت) کا مصداق مرزا قادیانی ہے۔

باقی صفحہ ۸ پر

قسط نمبر +

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلفاء کی خدمات

مولانا ابوالحسن علی ندوی

حضرت سلطان المشائخ نے اپنے خلفاء اور مریدین کی بڑے اہتمام اور توجہ سے تربیت فرمائی تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی کے امراء دربار اور ارکانِ سلطنت میں سے ایک بڑے عہدیدار خواجہ مؤید الدین تھے، ان کو حضرت خواجہؒ سے تعلق پیدا ہو گیا، اور یہ تعلق اتنا بڑھا کہ ان کی طبیعت "سرکار دربار" سے اچاٹ ہو گئی اور وہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں وہ پڑے۔ سلطان اُن کا بڑا قدر دان تھا اور ان کی ضرورت محسوس کرتا تھا۔ اس نے ایک حاجب کے ذریعہ حضرت خواجہؒ سے شکایت کی اور کہا کہ: حضرت ہر ایک کو اپنا جیسا بنانا چاہتے ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے جواب میں فرمایا کہ: اپنے جیسا کیا، اپنے سے بہتر۔ (سیر الاولیاء، صفحہ ۳۱۱)

حضرت خواجہؒ کی صحبت و تربیت سے صرف عبادت و ریاضت کا ذوق اور اپنی اصلاح و ترقی ہی کی فکر نہیں پیدا ہوئی تھی، بلکہ دعوت و تبلیغ کا جذبہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی ہمت اور حوصلہ، سلاطینِ وقت کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی جرأت اور بے خوفی و شجاعت بھی پیدا ہو گئی، اور یہ خدا کے تمام اُن مردانِ خدا کی صحبت کا لازمی نتیجہ ہے۔ جس دل میں اللہ کا خوف سما جائے گا اُس دل سے غیر اللہ کا خوف قدرتی طور پر نکل جائے گا اور جو دل طمع دنیا سے آزاد ہو جائے گا اُس پر کسی کا رعب اور اس کو کسی سے ہراس نہیں ہو سکتا، جس پر خالق کی عظمت اور مخلوق کی صحیح حیثیت کا انکشاف ہو گیا، وہ سلاطین عالم کے کرّ و فر، ان کے درباروں کے تزک و احتشام اور اُن کے غلاموں اور افسروں کی صف بندیوں اور "نگاہ روبرو" اور "دور باش" کو بچوں کے کھیل اور گڑیوں کے گھروندوں سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتا اور جاہ و جلال کی کسی نمائش پر کلمۂ حق کہنے سے کبھی باز نہیں رہ سکتا، یہی توحید و تجرید کا طبعی نتیجہ، تحقیق تصوف کا خاصہ اور مردانِ خدا اور درویشانِ کامل کا شیوہ ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی
آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت خواجہؒ کے تربیت یافتہ خدام و مریدین نے اس "اسد اللّٰہی" اور اس حق گوئی و بیباکی کے ایسے نمونے پیش کئے جن کی نظیر ملنی آسان نہیں۔

سلاطینِ وقت سے بے رعبی اور حق گوئی کے نمونے

سلطان محمد تغلق کے شوکت و جبروت سے "تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے۔ سلطان کا ایک مرتبہ ہانسی کے پاس سے گزرا ہوا،

وہاں سے چار کوس کے فاصلہ پر قبسی مقام میں خیمہ شاہی وفرگاہ نصیب ہوا۔ سلطان نے مخلص الملک نظام الدین ندر باری کو جو اپنے ظلم و فسادات میں اس زمانہ میں مشہور تھا۔ ہانسی کے حصار کے معائنہ کے لئے بھیجا، وہ جب حضرت شیخ قطب الدین منور دبیرہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی وخلیفہ حضرت سلطان المشائخ) کے مکان کے پاس پہنچا تو دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا شیخ قطب الدین منور کا جو حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ ہیں کیا عجیب بات ہے کہ بادشاہ اس جوار میں آئے اور شیخ اس کے سلام کو حاضر نہ ہوں! مخلص الملک نے واپسی پر سب کیفیت عرض کی، اور یہ بھی کہا کہ سلطان المشائخ کے ہانسی میں ایک خلیفہ ہیں جو جہاں پناہ کے سلام کے لئے حاضر نہیں ہوئے۔ بادشاہ کو یہ سن کر غصہ آیا، اُسی وقت حسن سر برہنہ کو جو ایک بڑا مغرور و جاہ پسند شخص تھا شیخ قطب الدین کو لانے کے لئے بھیجا، حسن سر برہنہ جب مکان کے قریب پہنچا تو تنہا پیادہ پا شیخ کی دہلیز میں آ کر عاجزانہ طریقے پر بیٹھ گیا۔ شیخ نے بلایا حسن نے جا کر عرض کیا کہ آپ کی بادشاہی کے یہاں طلبی ہے۔ فرمایا کہ اس میں مجھے کچھ اختیار ہے یا نہیں! اُس نے کہا مجھے فرمانِ سلطانی ہے کہ میں آپ کو بہر حال لے آؤں۔ شیخ نے فرمایا الحمد اللہ کہ میں اپنے اختیار سے نہیں جا رہا ہوں۔ پھر گھر والوں کی طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ تم کو خدا کے سپرد کیا۔ یہ کہا اور مصلّٰی کاندھے پر ڈالا، لاٹھی ہاتھ میں لی اور پیادہ پا روانہ ہو گئے۔ حسن نے سواری کے لئے عرض کیا۔ فرمایا نہیں مجھ میں قوت ہے، میں پیدل چل سکتا ہوں۔ جب قبسی پہنچے تو سلطان کو خبر ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ دہلی چلیں۔ دہلی پہنچ کر دربار شاہی میں طلب کیا۔ شیخ نے فیروز شاہ سے جو اُس زمانہ میں نائب باربک تھے۔ کہا کہ ہم فقیر لوگ ہیں۔ بادشاہوں کی مجلس کے آداب سے واقف نہیں۔ جیسا آپ کا مشورہ ہو ویسا کیا جائے۔ فیروز نے جو فقیر دوست اور صحیح الاعتقاد شخص تھا۔ کہا کہ اب لوگوں نے آپ کے متعلق بادشاہ کے کان بہت بھرے ہیں، اگر آپ کچھ تعظیم اور تواضع سے سلام لیں تو بہتر ہے۔ ایوانِ شاہی کی دہلیز میں قدم رکھا تو امراء و ملوک اور نقیب چاؤش دو رویہ کھڑے تھے۔ صاحبزادہ نور الدین جو ہانسی سے ہمرکاب آئے تھے، کم عمر تھے اور انہوں نے کبھی بادشاہوں کی بارگاہ نہیں دیکھی تھی، ان پر ایک ہیبت سی طاری ہوئی۔ شیخ قطب الدین منور نے ان سے پکار کر کہا کہ: بابا نور الدین! العظمۃ والکبریاء للّٰہ " صاحبزادہ کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی میرے اندر ایک قوت پیدا ہوئی، سارا رعب جاتا رہا اور جو امراء و ملوک وہاں کھڑے تھے۔ وہ مجھے بالکل بکریوں کی طرح معلوم ہونے لگے۔ جب سلطان کو یہ اندازہ ہوا کہ شیخ آ رہے ہیں تو وہ کھڑا ہو گیا اور کمان ہاتھ میں لے کر تیر اندازی میں مشغول ہو گیا۔ شیخ قریب آئے تو اُس نے خلافِ معمول تعظیم کی اور مصافحہ کیا۔ شیخ نے بہت مضبوطی سے بادشاہ کا ہاتھ پکڑا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں آپ کے جوار میں پہنچا، آپ نے میری کوئی تربیت نہ فرمائی۔ اور اپنی ملاقات سے عزت نہ بخشی! شیخ نے فرمایا کہ یہ درویش اپنے کو اُس کا اہل نہیں سمجھتا کہ بادشاہوں سے ملاقات کرے۔ ایک کونے میں پڑا ہوا بادشاہ اور اہل اسلام کی دعا گوئی میں مصروف ہے۔ اس کو معذور سمجھا جائے۔ بادشاہ بہت متاثر ہوا۔ اور اپنے بھائی فیروز شاہ سے کہا کہ شیخ کی جیسی مرضی ہو ویسا کرو۔ شیخ منور نے فرمایا کہ مجھ فقیر کا مقصود و مطلوب یہی ہے کہ اپنے دادا اور باپ کے گوشۂ عافیت میں واپس جائے۔ فیروز شاہ نے اس کی تعمیل کی۔ شیخ کی واپسی کے بعد بادشاہ نے ایک امیر سے کہا کہ مجھے جن بزرگوں سے مصافحہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے جس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اُس کے ہاتھ میں کپکپی تھی لیکن شیخ منور نے اتنی مضبوطی سے مصافحہ کیا کہ ان پر ذرا اثر نہیں معلوم ہوتا تھا۔

بادشاہ نے فیروز شاہ اور مولانا ضیاء الدین برنی کو ایک لاکھ تنکے کے ساتھ شیخ منور کی خدمت میں بھیجا۔ شیخ نے فرمایا نعوذ باللہ کہ یہ درویش ایک لاکھ تنکہ قبول کرے۔ انہوں نے واپس آ کر سلطان سے عرض کیا۔ سلطان نے کہا کہ اگر ایک لاکھ قبول نہیں کرتے تو پچاس ہزار پیش کرو۔ شیخ نے اس کو بھی قبول نہ کیا۔ سلطان نے فرمایا اگر شیخ یہ بھی قبول نہ کریں گے۔ تو خلقت مجھے کیا کہے گی۔ یہاں تک کہ بات دو ہزار تک پہنچی۔ فیروز شاہ

اور مولانا ضیاء الدین نے عرض کیا کہ اس سے کم کا ہم بادشاہ کے سامنے تذکرہ نہیں کر سکتے، شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! درویش کو تو دو سیر چاول دال ایک دانگ کا گھی کافی ہے، وہ ان ہزاروں روپوں کو کیا کرے گا۔ بڑی کوششوں اور حیلوں سے یہ کہہ کر کہ بادشاہ درپے آزار ہو جائے گا، آپ نے دو ہزار ٹنکے قبول کئے اور وہ بھی اپنے برادران طریقت اور اہل حاجت میں تقسیم کر کے ہانسی واپس آگئے۔ (ٹنکا یا تنگا، اس عہد میں ہندوستان کا روپیہ تھا، اس میں ایک تولہ چاندی ہوتی تھی، یہ ترکی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی سفید کے ہیں یعنی نقرئی سکہ۔ (سیر الاولیاء صفحہ ۲۵۳ تا صفحہ ۲۵۵)

جس زمانہ میں سلطان محمد تغلق نے دہلی کی آبادی کو دیوگیر منتقل ہو جانے کا حکم دیا، اس زمانہ میں اس نے عزم کیا کہ ترکستان اور خراسان کو بھی اپنے قبضہ میں لائے۔ اور چنگیز خان کی اولاد کا قلع قمع کرے، اسی زمانہ میں حکم ہوا کہ دہلی اور اطراف دہلی کے تمام صدور و اکابر حاضر ہوں بڑے بڑے خیمے نصب کریں، ان خیموں میں ممبر رکھے جائیں اور ان ممبروں میں چڑھ کر حضرات علماء تقریر کریں اور جہاد کی ترغیب دیں۔ اسی روز حضرت خواجہ نظام الدین رح کے خلفاء خاص مولانا فخر الدین زرادی، مولانا شمس الدین یحیٰی اور شیخ نصیر الدین محمود کی بھی طلبی ہوئی۔ شیخ قطب الدین دبیر جو حضرت سلطان شیخ المشائخ کے ایک راسخ الاعتقاد مرید اور مولانا فخر الدین زرادی کے شاگرد تھے، مولانا فخر الدین کو سب سے پہلے بارگاہ سلطانی میں لائے۔ مولانا کو سلطان کی ملاقات سے بہت اجتناب تھا۔ کئی بار فرمایا کہ میں اپنے سر کو اس شخص کے دربار میں کٹا ہوا اور پڑا ہوا دیکھتا ہوں، لیکن میں کلمۂ حق کہنے سے باز نہیں رہوں گا اور یہ شخص مجھے معاف نہیں کرے گا۔ جب مولانا سرپردۂ سلطانی میں داخل ہوئے تو شیخ قطب الدین دبیر نے مولانا کی جوتیاں اٹھا لیں اور خدمت گاروں کی طرح بغل میں لے کر کھڑے ہو گئے، سلطان نے اُن سے کچھ نہیں کہا اور مولانا فخر الدین سے بات چیت میں مشغول ہو گیا۔ سلطان نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں چنگیز خان کی اولاد کا قلع قمع کروں

آپ اس کام میں ہمارا ساتھ دیں گے؟ مولانا نے فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سلطان نے کہا کہ یہ شک کا کلمہ ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ مستقبل کے متعلق ایسا ہی کہا جاتا ہے، سلطان نے یہ سن کر پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ ہمیں کچھ نصیحت کیجئے مولانا نے فرمایا کہ غصہ دبائیے۔ سلطان نے کہا کون سا غصہ۔ مولانا نے فرمایا غضب سبعی (درندوں والا غصہ) اس پر سلطان کو ایسا غصہ آیا کہ چہرہ پر ظاہر ہو گیا مگر کچھ کہا نہیں۔ کہا کہ کھانا لاؤ، خاصہ شاہی لگا، سلطان اور مولانا دونوں ایک ہی پلیٹ میں کھا رہے تھے، مولانا ایسی ناگواری کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سلطان کے ساتھ ہم پیالہ ہونا پسند نہیں کرتے، سلطان اور زیادہ اظہار تعلق کے لئے ہڈی سے گوشت نکال نکال کر مولانا کے سامنے رکھتا تھا، مولانا بڑی ناگواری سے ساتھ تھوڑا تھوڑا کھاتے تھے۔ پھر دستر خوان بڑھایا گیا، اور سلطان نے مولانا کو رخصت کیا۔ رخصت کے وقت ایک اونی پوشاک اور ایک روپیہ کی تھیلی پیش کی، لیکن اس سے پہلے کہ خلعت اور کیسہ مولانا رح کے ہاتھ میں آئے۔ شیخ قطب الدین دبیر نے ہاتھ بڑھا کر اُن کو لے لیا، اُن کے رخصت ہونے کے بعد سلطان نے شیخ قطب الدین دبیر سے کہا کہ اے فریبی آدمی تو نے کیا حرکت کی، پہلے فخر الدین کی جوتیاں اپنے بغل میں لیں، پھر اُن کی خلعت اور کیسہ سنبھال لیا اور اُس کو میری تلوار سے بچا لیا۔ اور بلا اپنے سر لے لی۔ شیخ قطب الدین دبیر نے کہا کہ مولانا فخر الدین میرے استاد اور میرے مرشد کے خلیفہ ہیں، اور میرے لئے مناسب تو یہ تھا کہ میں ان کی جوتیاں تعظیماً سر پر رکھتا، بغل میں لینا تو کوئی بڑی بات نہیں اور یہ خلعت و کیسہ کیا بڑی چیز ہے! سلطان نے کہا کہ ان کفر آمیز عقیدوں کو چھوڑ دو ورنہ میں قتل کر دوں گا۔ اخیر وقت جب مولانا فخر الدین زرادی رح کا ذکر سلطان کی مجلس میں آتا تو سلطان ہاتھ مل کر کہتا کہ افسوس فخر الدین میری طرح آشام تلوار سے بچ گئے۔ ؎

سیر الاولیاء صفحہ ۲۷۱ و صفحہ ۲۷۳

باقی آئندہ

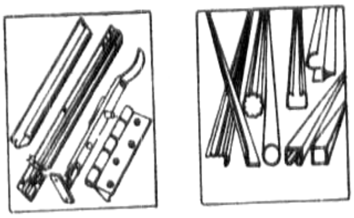

alcop المونیم کمپنی آف پاکستان (انڈسٹریز) لمیٹڈ
سیلز آفس : میریٹ روڈ ۔ کراچی ۲ ۔ فون : ۲۲۱۷۲۸ ۔ ۲۲۴۸۸۵
ریجنل آفس : ۵ ۔ رحیم پلازہ ۔ ۱۱۲ ۔ مری روڈ ۔ راولپنڈی ۔ فون : ۶۴۹۲۱

Telex : 25713 ALCOP PK

AC-7-82 design

ملۃ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ــــ ختم نبوت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

آپ کے مسائل کا جواب

ترتیب
منظور احمد الحسینی

سائل:۔ عبد المتین طارق روڈ۔ کراچی

سوال:۔ زید نے اپنے لڑکے کو دوکان کرائی۔ کچھ عرصہ دکان چلانے کے بعد لڑکا والدین سے ناراض ہو کر چلا گیا جانے سے پہلے مختلف لوگوں سے دوکان کے نام پر مال قرض لیا، الغرض دوکان میں سخت نقصان ہوا۔ قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا تقاضہ زید سے کرتے ہیں زید نہ تو قرض خواہوں کو جانتا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ کس کا کتنا قرض ادا کرنا ہے اب زید اگر قرض خواہوں سے حلف اٹھوا کر (یعنی قرآن کریم پر ہاتھ رکھوا کر) قرض ادا کرے۔ تو یہ صورت شریعت مطہرہ میں جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو زید کونسا راستہ اختیار کرے کہ قرض خواہوں کا قرضہ ادا ہو اور وہ روز قیامت مواخذہ سے بچ سکے۔

بعض قرض خواہ ایسے بھی ہیں جو زید کے علم میں نہیں اور نہ وہ تقاضا کرتے ہیں کیونکہ زید کا ارادہ اس سال حج بیت اللہ کا ہے اس لیے زید کی خواہش ہے کہ حتی الامکان حقوق معاف کرائے جائے۔ اگر نہ معلوم "قرض خواہوں کا قرض ادا نہ ہو سکا تو زید کا حج" بلا کراہت درست ہو گا یا نہیں؟

جواب:۔ قرض کا شرعی ثبوت تو گواہوں سے ہو سکتا ہے مگر دوکان دار عام طور پر ایک دوسرے سے قرض لیتے دیتے ہیں، پس اگر حلف وغیرہ کے ذریعے ظن غالب ہو جائے کہ اس سے قرض ضرور لیا ہو گا تو اس کو ادا کر دینا مناسب ہے، جن قرض خواہوں کے بارے میں معلوم نہیں اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اعلان کر دیا جائے کہ جن کا قرضہ ہمارے ذمہ ہو وہ شرعی ثبوت پیش کر کے وصول کریں۔

سائل:۔ حافظ نور محمد ٹنڈو الہ یار

سوال:۔ امام کے لیے کن باتوں کا علم ہونا ضروری ہے جس سے دوسروں کی نمازیں درست ہوں گی۔

جواب:۔ قرآن کریم صحیح پڑھنا جانتا ہو۔ اور نماز کے مسائل اتنے جانتا ہو کہ جو روز مرہ پیش آتے ہیں اور جن باتوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے ان سے واقفیت رکھتا ہو

ماسٹر عجیب علی عاجز ضلع سکھر۔

سوال:۔ ایک شخص ہر سال ماہ اپریل میں زکوٰۃ نکالتا ہے آئندہ ماہ نومبر میں اس نے دکان نکال لی اب وہ اگر ماہ نومبر میں زکوٰۃ نکالتا ہے تو دکان کو صرف چھ ماہ ہوتے ہیں اور اگر ماہ نومبر میں نکالتا ہے تو ڈیڑھ سال (۱½) ہو جاتا ہے شرعاً اس پر کون سے ماہ میں زکوٰۃ نکالنی فرض ہوتی ہے۔ ماہ اپریل یا ماہ نومبر میں!

جواب:۔ زکوٰۃ میں شمسی مہینوں کا اعتبار نہیں قمری حساب کا اعتبار ہے جس "تاریخ کو کوئی شخص صاحب نصاب ہوا آئندہ سال اسی تاریخ کو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے کچھ روپیہ تجارت میں لگا دیا تب بھی ہر سال اسی تاریخ کو واجب ہوا کرے گی۔ دکان کا حساب جدا نہیں کیا جائے گا۔

سوال:۔ جب کوئی حج پر جاتا ہے تو اس کے عزیز و اقارب اس کے گلے میں پھولوں یا نوٹوں کے ہار ڈالتے ہیں اگر

نہ ڈلوائے تو وہ ناراضگی کرتے ہیں شرع شریف کے لحاظ سے گلے میں پھولوں یا نوٹوں کے ہار ڈلوانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز سعودی عرب سے تبرک کے طور پر کیا کیا چیز لا سکتا ہے یا اپنی دکان کے لیے کونسی چیز لا سکتا ہے؟

جواب:- نوٹوں اور پھولوں کے ہار ڈالنا سوائے ریاکاری اور نمائش کے کچھ نہیں۔ عزیز و اقارب کو مسئلہ سمجھا دیا جائے اس کے باوجود اگر کوئی ناراض ہوتا ہے تو اس کی ناراضی کے اندیشے سے اپنا حج ضائع نہ کیا جائے۔

حرم کعبہ کا تبرک زمزم شریف ہے اور مدینہ پاک کا تبرک کھجور ہے۔ دنیا کا مادی سازوسامان وہاں کا تبرک نہیں۔ چیزیں لانے کی نیت حج میں شامل نہ ہو تو جو چیز بھی لانا چاہے بشرطیکہ وہ خود جائز ہے اس کی اجازت ہے۔ حکومت کے قوانین کو ملحوظ رکھا جائے۔ شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

سوال:- ایک شخص مع اپنے دو بیٹوں کے شہر میں رہتا ہے۔ دونوں بیٹے بال بچے دار اور اپنا کماتے ہیں آیا شرعاً وہ ایک قربانی کریں یا زیادہ۔ اب تک وہ ایک بکرا یا گائے میں ایک حصہ رکھتے ہیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ جتنے بالغ آدمی گھر میں رہتے ہیں وہ سب اپنی اپنی قربانیاں کریں۔ اصل حقیقت کیا ہے!

ج:- قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو لڑکے اگر کماتے ہیں اور ان کے پاس بقدر نصاب سرمایہ موجود ہے تو ان پر الگ قربانی واجب ہے۔ گھر کی مستورات کے پاس اگر بقدر نصاب زیور اور نقدی موجود ہو تو ان پر الگ واجب ہے۔

سوال نمبر ۱

کیا ہم پاکستانی جو عمرہ یا حج کے لیے جاتے ہیں۔ دوران قیام مکہ مکرمہ تنعیم یا جعرانہ جا کر احرام باندھ کر عمرہ کرتے ہیں وہ عمرہ ہو جاتا ہے؟ اسی طرح جدہ جا کر جو احرام باندھ کر پھر واپس مکہ مکرمہ آتے ہیں اور عمرہ کرتے ہیں، عمرہ ہو جاتا ہے۔ یا میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا ضروری ہوتا ہے ....

جواب

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران باہر کے لوگ بھی اہل مکہ کے حکم میں ہیں۔ اور حرم شریف سے باہر جا کر اگر وہ احرام باندھ کر آئیں۔ تو ان کا عمرہ بلاشبہ صحیح ہے اور مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے احرام باندھ کر عمرہ کرنے میں تو کوئی شبہ نہیں۔

سوال نمبر ۲

مسجد نبوی میں دو رکعت نفل کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ کیا یہ ثواب اپنے کسی لواحقین یا کسی اور کو بخش سکتے ہیں اور پھر اس کا ثواب خود نفل پڑھنے والے کو بھی ملتا ہے؟

جواب

جس طرح دوسری عبادات کا ثواب بخشنا صحیح ہے اس کا بھی صحیح ہے، اور وہ کرنے والے کو ثواب بخشنے کا اجر ملے گا جو انشاء اللہ اصل ثواب سے کم نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۳

اسی طرح کیا حج کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حج کا ثواب فلاں کو پہنچے جو اب زندہ نہیں ہیں۔ اس کی نوعیت حج بدل سے مختلف ہے۔ پھر جو حج سے ثواب کو دوسرے کو بخشا جائے تو کیا حج کا ثواب جس کو بخشا جائے گا اور جس نے حج کیا دونوں کو ملے گا۔

جواب

اس کا جواب بھی وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا۔ ایک روایت نظر سے گذری ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے اس کو دس حجوں کا ثواب ملتا ہے۔

.... واللہ اعلم ....

سوال نمبر ۴

جب عمرہ کر لیا تو ایمان و اعتقاد ہے کہ گناہوں سے پاک ہو گیا۔ (گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ سے) پھر ہر نماز میں اپنے گناہوں سے (اگلے پچھلے اور حال کے)

توبہ کے کیا معنیٰ؟ اس سے معنیٰ تو یہ پیدا ہوگئے کہ نعوذ باللہ اعتقاد و ایمان میں کمزوری ہے کہ اس کے وعدہ پر یقین نہیں یا یہ کہ ہر نماز کے بعد دعا میں گناہوں سے توبہ جاری رکھا جائے۔

جواب

یہ اشکال کبھی کبھی وسوسہ کے درجہ میں مجھے بھی پیش آتا رہا۔ اس کا حل یہ ہے کہ توبہ استغفار کی قبولیت پر تو ایمان ہے، لیکن ایک تو ہر لمحہ ہم سے گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں۔ جن کی طرف بعض اوقات التفات نہیں ہوتا، اور کوئی گناہ نہ بھی کیا تو یہی کیا کم ہے کہ ہم سب اس مالک کا حق عبدیت ادا نہیں پاتا۔ ہم اکثر غفلت میں وقت گزار دیتے ہیں۔ آپ نے حضرات صوفیاء کا مقولہ سنا ہوگا کہ "جو دم غافل سو دم کافر" اس کے علاوہ مالک کے انعامات و احسانات کے باوجود ہر دم اس سے ترساں و لرزاں رہنا ہی بندگی کی شان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ محبوب رب العالمین ہیں آپ ایک مجلس میں سو سو بار استغفار فرماتے تھے۔

سوال نمبر ۵

کیا جب تک مرد حضرات مسجد میں جماعت کے ساتھ ساتھ نماز پڑھکر واپس نہ آجائیں تب تک عورتیں گھر میں نماز پڑھ نہیں سکتیں؟

جواب

مسجد میں عورتوں کا نماز کے لئے آنا مکروہ و ممنوع ہے۔ ان کا اپنے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے جب تک عورتیں گھر میں نماز پڑھ سکتی ہیں۔

سوال نمبر ۶

اگر صبح کی نماز قضا ہو جائے اور قضاء کی ہی حالت میں عیدگاہ کی نماز کے لئے چلا گیا تو عیدگاہ میں فجر کی قضاء نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

گھر پر تو شاید ادا کر سکتا ہے یا یہ کہ فجر کی نماز کے اختتامی وقت اور عید کی نماز کے مابین کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

جواب

عید کے دن عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا جائز نہیں اس دن کی فجر رہ گئی ہو تو اس کو تو پہلے پڑھ لینا ضروری ہے۔ اگر گھر پر موقع نہ ملے تو عیدگاہ میں پڑھ لے۔

سوال نمبر ۷

فرض نماز ختم ہونے کے بعد کیا مقتدی دعا میں بھی امام کی تقلید کا پابند ہے یا نہیں۔ سلام پھیرا امام کی قید سے آزاد ہو گیا۔

جواب

دعا میں امام کی کوئی پابندی نہیں اگر سلام ہو تو اپنی دعا مانگ کر جا سکتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگوں کی دعا میں شرکت بہتر ہے کہ شاید اللہ کے کسی نیک بندے کی برکت سے اپنا بیڑا بھی پار ہو جائے۔

سوال نمبر ۸

بہت سے لوگ ہیں۔ قرآن خوانی ہونے کے بعد مغرب کی آذان ہوئی روزہ کا زمانہ ہے روزہ کھولنے کے بعد نماز کے لئے لوگ کھڑے ہوئے۔ ان میں ایک نعت خواں جو پیسے لیکر دو نعتیں سناتا ہے وہ ذات کا مراثی کہا جاتا ہے۔ محض اس لئے کہ وہ چونکہ نعت خواں ہے۔ لوگ احتراماً اُسے امام بناتے ہیں۔ جب کہ اس محفل میں حاجی بھی ہیں تو ایسی حالت میں اس نعت خواں کی امامت جائز ہے۔ نماز جائز ہے۔ نعت خواں کا خاص پیشہ کی نعت خوانی ہے پیسے سے۔

جواب

نماز تو ہر مسلمان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ ظاہری طور پر فسق کا مرتکب نہ ہو۔ لیکن امام ایسے شخص کو بنانا چاہیئے۔ جو نماز کے مسائل سے بھی واقف ہو اور قرآن کریم بھی صحیح پڑھتا ہو، اور جماعت میں سب سے افضل آدمی کو امام بنانا افضل ہے۔

.... واللہ اعلم ....

سوال نمبر ۹

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر شوہر حج بیت اللہ کے لئے چلا جائے تو اس کی بیوی کو اپنے گھر سے ایک قدم بھی باہر جانے کی اجازت نہیں۔ یعنی کہ وہ اپنے رشتہ دار اور ماں باپ کے گھر نہیں جا سکتی۔ کیا یہ لوگ درست کہتے ہیں؟

باقی صفحہ ۲۳ پر

یہ ہے کہ ہم اس کی وجہ سے عاجزی اختیار کرتے ہیں ۔
ان کی وجہ سے اللہ کے حضور شکستگی لاچارگی پیدا
ہوتی ہے ۔ اگر سب حسنات ہی حسنات ہوں تو نہ جانے
ہمارا دماغ کدھر جائے ۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا
آج طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔ میرا دل چاہتا تھا کہ
بیان نہ کروں دل نہیں مانتا ۔

سے اکثر میری محویت کا اک عالم یہ بھی ہوتا ہے
میں سب سے باتیں کرتا ہوں دل مجھ سے باتیں کرتا ہے

پھر فرمایا ایک گھریلو کام کی بات یاد آگئی ہے ۔
ایک انجینئر صاحب نے ہماری دعوت کی ، اچھے لذیذ
کھانے پکائے ۔ ہم نے کھانا کھانے کے بعد کہا کہ کھانا
پکانے والے کی قدر ہی نہیں ۔ صاحب خانہ نے اپنی
اہلیہ کو آواز دی وہ پردے میں آ کر کھڑی ہوگئیں
ہم نے کہا کھانا بڑا لذیذ تھا فلاں اور فلاں چیز
بہت ہی لذیذ تھی اس پر پردے سے رونے کی
آواز آئی میں خاموش ہوگیا اور چلا آیا ۵ ، ۶
دن کے بعد وہ دوا لینے مطب آئیں پردہ میں تھیں
میں نے کہا کہ اس دن آپ کیوں روتی تھیں وہ
پھر رو پڑیں کہنے لگی بیس پچیس برس شادی کو ہو
گئے ۔ آج تک کبھی اس شخص نے میری حوصلہ افزائی
نہیں کی ۔ جب آپ سے میں نے حوصلہ افزائی کے
کلمات سنے تو میں نے کہا میری خدمت کو کسی نے
قبول تو کیا ۔ اس بات پر مجھے بے اختیار رونا آگیا
تھا اور آج پھر آ رہا ہے حضرت مدظلہ نے فرمایا
دیکھو اس بات سے کتنے دوست نا آشنا ہیں ۔ اس
کے بعد حضرت مدظلہ نے دعا فرمائی ۔ یا اللہ آپ کی
دی ہوئی توفیق ہے ۔ ہم کو دین کے حاصل کرنے
اور طلب کرنے کی توفیق اور دین کی فہم عطا
فرما ۔ ہماری بگڑی ہوئی استعداد کو درست فرما ۔
اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما ۔ ہماری اعانت و نصرت
فرما اگر لغزشیں ہو جائیں معاف و درگذر فرما ۔
علم کے تقاضے کے مطابق عمل کی توفیق اور ہر اچھی بات
پر عمل کی توفیق عطا فرما ۔ پھر شرف قبولیت کے ساتھ ساتھ
دوام عمل نصیب فرما ۔

یا اللہ ہماری زندگی کو پاکیزہ زندگی بنا دیجئے فسق و فجور
سے دل میں نفرت بھر دیجئے ہمارے ظاہر و باطن کو سنوار
دیجئے ہم سے راضی ہو جائیں ۔ لغزشوں سے مواخذہ نہ
فرمایئے ـــــ نہ دنیا میں نہ آخرت میں ، ہم دل وجان
سے اگلے پچھلے گناہوں سے توبہ اور مغفرت کے طلب گار ہیں ،
پرسکون اور پر عافیت زندگی عطا فرما دیجئے ، ہر قسم کے
تشویشات ، سانحات ، پریشانیوں بیماریوں سے محفوظ فرما
دیجئے ...... آمین ......

وفات

قافلہ بخاری ایک سپاہی مولانا محمد علی جانباز جو
عرصہ ۳۰ سال سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ تھے
شدید علالت کے بعد انتقال فرما گئے ۔ وفات کے
وقت آپ کی عمر ۶۶ سال تھی ۔

آپ جامع مسجد محمدیہ سمندری کے بانی تھے ۔
آپ نے ختم نبوت اپنی زندگی کا مشن بنایا ، تحریک تحفظ
ختم نبوت میں سکھر اور فیصل آباد کی جیلوں میں
نظر بند رہے ۔ مولانا نے اپنے پسماندگان میں ......
... چھ لڑکے ایک لڑکی اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑے ہیں ۔
مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے مولانا محمد علی
جانباز کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ۔ اور دعا کی ہے
کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور
آپ کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

نیز دوسری جگہ قرآن پاک میں صراحۃً مذکور ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"ہم نے ہر اُمت کے لئے قربانی مقرر کی ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیں ان چوپایوں پر جو اس نے اُن کو دیئے ہیں" (الحج)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر اُمت میں قربانی موجود تھی اور ہر اُمت کے لئے رسول بھیجا گیا (یہ ایک دوسری آیت میں ہے) تو دنیا میں جہاں رسول آئے وہاں اُمتیں تھیں اور جہاں امتیں تھیں وہاں جانوروں کی قربانی تھی اور امتیں نہ صرف مکہ بلکہ تمام روئے زمین پر آباد تھیں اور قربانی ہر اُمت پر مقرر تھی تو معلوم ہوا قربانی تمام روئے زمین پر ہوتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ میں قربانی ثابت ہے چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے۔ اور ہر سال قربانی کرتے تھے (ترمذی)
حضرت ابو امامہ بن سہیل رضؓ کی روایت ہے کہ "ہم صحابہؓ مدینہ میں اپنے جانوروں کو قربانی کے لئے فربہ کرتے تھے"

(صحیح البخاری)

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں کبھی اونٹ کے قربانی کی ...... اور کبھی بھیڑ بکری کی (سنن الکبریٰ)

اسی طرح سے صحابہ کے دور میں بھرپور طور پر قربانی ہوتی رہی حضرت عمرؓ کا یہ فرمان صحیح بخاری میں موجود ہے کہ "تم کو عیدین میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک تو روزوں سے افطار کا دن ہے۔ رہی دوسری عید تو اس میں تم قربانی کا گوشت کھاتے ہو" اس قسم کی بہت سی احادیث ہر حدیث کی کتاب میں مستقل طور پر کتاب الاضحیہ، اور "ابواب الاضحیہ" کے عنوان کے تحت موجود ہیں۔ صحابہ کرام رضؓ کے دور کے بعد تابعین تبع تابعین سلف صالحین سب کے ادوار میں بھرپور طور پر قربانی ہوتی رہی آپ دور کیوں جاتے ہیں۔ چند صدی پہلے نظر دوڑائیں تاریخ کی کتابوں میں آپ کو ملے گا کہ سلاطین مغلیہ اپنے ہاتھوں سے قربانی کے جانور ذبح کیا کرتے تھے۔

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں سلطان محمد تغلق کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"نماز کے بعد قربانی دینے والے اپنے ہاتھوں سے قربانی کرتے، سلطان محمد تغلق نیزہ سے اونٹ کو خود نحر کرتا اور ایسا کرتے وقت پہلے اپنے کپڑوں پر ریشمی لنگی اوڑھ لیتا تاکہ کپڑوں پر خون کی چھینٹیں نہ پڑیں۔" (سفرنامہ ابن بطوطہ اردو ترجمہ ص۱۹)

بہرحال قربانی ہر دور میں متواتر اور متوارث طور پر ہوتی چلی آرہی ہے۔ مسلمان تمام دنیا میں آج بھی قربانی کرتے ہیں اور قیامت تک قربانی کرتے رہیں گے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو روپیہ قربانی پر صرف ہوتا ہے اس کے مقابلہ پر بہتر یہ ہے کہ ان رقوم کو رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کیا جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہسپتال تعمیر کرنا سڑکیں بنانا اور دیگر رفاہی کام بہت اچھے اور ضروری ہیں مگر ہر کام کے لئے اسلام کے گلے پر چھری کیوں چلتی ہے۔ کچھ اپنی خواہشات نفس پر بھی تو چھری چلائیے اور غیر شرعی اخراجات (سینما بینی اور دیگر فضول اخراجات) بند کر کے رفاہی کاموں پر انہی پیسے کو لگائیے۔ آج قوم کا کتنا قیمتی روپیہ منکرات و فواحش کی ترویج و اشاعت اور فروغ میں ضائع ہو رہا ہے۔ کیا ان فواحش کے سد باب اور بیخ کنی کے لئے ان نام نہاد روشن خیالوں نے کوئی اسکیم بنائی اور ان کے استیصال کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا نہیں ہرگز نہیں تو پھر قربانی جیسی خالص عبادت پر اعتراض کرنا۔ دھوکہ فریب اور اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

منظور احمد الحسینی

افادات
حضرت مولانا عبدالرحیم
صاحب اشعر مدظلہ

مسئلہ ختم نبوت

ترتیب :۔ جناب علی اصغر چشتی صابری ۔ ایم اے ایل ایل بی

لطیفہ

گذشتہ سے پیوستہ

ایک عیسائی پادری ایک ایرانی دہریہ کے پاس گیا ۔ اور کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے ۔ اس پر ایمان لانے سے نجات ہوتی ہے ۔ ایمان لے آؤ دہریہ نے جواب دیا کہ من پدرش را قبول ندارم ۔ تو پسرش پیش میکنی ۔

بالکل یہی حال مرزائیوں کا ہے ۔ وہ قوم تو خدا تعالیٰ کی منکر تھی ۔ وہ ان کے رسولوں کو کیسے مان سکتے ہیں ۔ لہٰذا اہل اسلام کو ان پر قیاس کرنا تحریف قرآن اور الحاد ہے ۔ اور اہل اسلام کا عقیدہ ختم نبوت ازروئے قرآن ہے نہ کہ اپنی طرف سے ....

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے کبھی یہ وحی نہیں کی تھی ۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں ۔ اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے لا نبی بعدی کا فرمان جاری کیا تھا ۔ برعکس اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ۔ چونکہ قرآن مجید کی نص قطعی ہے ۔ اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی کا دعویٰ کھلے الفاظ میں فرمایا ہے ۔ کہ میرے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے ۔ مرزا جی بھی پکار کر خود ہی کہہ رہے ہیں ۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام !

سراج منیر صفحہ ۹۳ یا ۹۴

"ہر نبوت کا لفظ یہاں صراحۃً بتا رہا ہے ۔ کہ نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں ۔ نہ ظلی ، نہ بروزی نہ عکسی نہ شمسی نہ قمری نہ انگریزی نہ جاپانی ۔ نہ پنجابی ۔

اگر خوف خدا ہے ۔ تو اپنے متنبی کاذب کے کلام میں غور کریں ۔

تنبیہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ۔

اگر نبوت آپؐ کے بعد جاری ہوتی تو مرزا کو مل سکتی تھی ۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے ۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ....

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی جو قبول ہوئی ۔ مگر تم دکھاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی ایسی دعا مانگی ہو ۔ جس میں کسی آنے والے کے متعلق

ذکر ہو۔

بلکہ آپ نے صریح اور واضح فرما دیا کہ نبوت اور رسالت بند ہو چکی ہے۔ اب میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول بعدی" جامع الترمذی

نیز مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام طہ ۵ صفحہ ۲۵۲ پر اس آیت ما کان ... کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے ..

"کہ نہیں ہے محمد باپ کسی ایک کے تمہارے بالغ مردوں میں سے لیکن ہے اللہ کا رسول اور ختم کرنے والا نبیوں کا"

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں صاحب کتاب نبی بھی ہوئے ہیں۔ لہٰذا تمہارے قاعدہ کے مطابق کوئی صاحب کتاب نبی بھی ضرور آنا چاہیئے۔ حالانکہ تم یہ نہیں مانتے۔ لہٰذا جس دلیل سے صاحب کتاب نبی آنے کی مخالفت ہے۔ وہی دلیل مطلقاً کسی نبی کے آنے کے لئے بھی مانع ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام

تمہید

قرآنِ مجید تمام دنیا کے انسانوں کے لئے آخری اور کامل کتاب ہے۔ جو قیامت تک کے انسانوں کے لئے بطور صراط مستقیم اور شاہراہ کے ہے۔ قرآن مجید نے تمام الجھنوں کو دور کر کر توحید باری تعالیٰ اور رسالت انبیاء علیہم السلام کے نام پر مذہب میں تسلیم کر لی گئیں تھیں۔ ایک ایک کی بہ دلائل تردید کر کے توحید اور رسالت کو صاف اور روشن طور پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ عیسائیت نے توحید کے بجائے تثلیث، الوہیت عیسیٰ علیہ السلام، کفارہ، ابن اللہ وغیرہ ان عقائد کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بمع جسد عنصری آسمان پر جانا اور اس جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ نزول کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔

اب دیکھئے قرآن پاک نے جہاں ان کے غلط عقائد کی تردید کی، وہاں ان کے صحیح عقیدہ کی تائید فرمائی۔ چنانچہ قرآن پاک نے تثلیث کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ ، وما من الٰہ الا الٰہ واحد ۔ سورۃ المائدہ ایت نمبر۷۳

اس آیت میں نہایت صفائی کے ساتھ تثلیث کی تردید کرتے ہوئے توحید باری تعالیٰ کا اثبات کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک نے ان کے دوسرے عقیدہ الوہیت مسیح علیہ السلام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم ، سورہ مائدہ ایت نمبر۲۷

جہاں رب تبارک و تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کی تردید فرمائی ہے۔ وہاں کی رسالت اور نبوت کا اثبات فرمایا.. چنانچہ ارشاد باری ہے۔ " ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل المائدہ آیت نمبر۷۵۔

اب رہا عیسائیوں کا تیسرا عقیدہ کفارہ تو اس کے متعلق قرآن پاک نے واضح طور سے فرمایا۔

قل اغیر اللہ ابغی ربا وھو رب کل شیئ ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔
الانعام آیت نمبر ۱۶۴۔

اس آیت میں یہ فرما کر کہ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ عقیدہ کفارہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا ہے۔ اور اتباع حکم اللہ جل شانہٗ نے فرمایا۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ۔
ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہٗ۔
الزلزال پارہ نمبر ۳۰۔

اسی طرح عیسٰی علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی بھی تردید فرمائی ہے ۔ چنانچہ پہلے مسیح علیہ السلام کے قصہ ولادت کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد خداوندی ہے ۔

" ذلک عیسٰی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ، ما کان للّٰہ ان یتخذ من ولد سبحانہٗ اذا قضٰی امرا فانما یقول لہٗ کن فیکون ۔ سورہ مریم ایت نمبر۳۵

اب ایک عقیدہ عیسائیوں کا رہ جاتا ہے ۔ یعنی صعود و نزول کا تو اس کے متعلق قرآن پاک نے بجائے تردید کے تائید فرمائی ہے ۔ اور یہ وہی عقیدہ ہے ۔ آج ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان چلتا رہتا ہے ..... چنانچہ ہمارے لئے عیسٰی علیہ السلام کے حیات پر یہ دلیل ہے ۔

دلیل نمبر۱

وقولھم انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما ۔

سورہ نساء آیت ۱۵۸

جیسے اس آیت میں اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قتل کے متعلق یہودیوں کے زبانی دعوٰی کی تردید کرکے ۔ عیسٰیؑ کا رفع آسمانی ثابت کیا گیا ہے ۔ اور رفع کے متعلق جو شبہات ہوتے تھے ۔ انہیں عزیزاً حکیماً سے دور فرما دیا ہے ۔ اس رفع جسمانی کے تمام مجددین امت قائل رہے ہیں ۔ نیز اس پر امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کو مرزا غلام احمد اپنی کتاب ازالہ صفحہ ۷۶ پر امام تسلیم کرتا ہے) یہ بیان فرمایا ہے ۔

" والحق انہٗ رفع بجسدہٖ الی السمآء والایمان بذلک واجب قال اللہ تعالٰی " بل رفعہ اللہ الیہ " یعنی رفع جسمانی آسمان پر ایمان لانا واجب ہے۔

کتاب الیواقیت والجواھر صہ۱۴۶ صہ۱۳۱ ۔

نیز تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے ۔

" ما قتلوہ یقینا ای قتلاً یقینا بل رفعہ اللہ الیہ ای الی موضع لا یجری فیہ حکم غیر اللہ ولا یصل الیہ حکم اٰدمی و ذلک الموضع ھو السماء الثالث "

معالم التنزیل صہ۱۸۳

مندرجہ بالا دو حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اپنے جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں۔ نیز جب کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے موکد بقسم، نزول عیسٰی علیہ السلام کی خبر دی اور صحاح ستہ کی پیش گوئی جس سے نزول عیسٰیؑ کی پیشگوئی کو تواتر کا درجہ حاصل ہے ۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کیا ہے ۔ دوسری کوئی پیش گوئی بھی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی ۔ ہمارے بیان کی تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو ۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے ۔

(۱) مخبر صادق نے نزول مسیح کی خبر دی ہے ۔

(۲) اس خبر کو حضور علیہ السلام نے قسم سے موکد فرمایا ہے۔

(۳) اس خبر کو تواتر کا درجہ حاصل ہے ۔ بالاتفاق تمام نے اس پیشگوئی کو تسلیم کیا ہے ۔

(۴) مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر میں کذب کا احتمال نہیں ۔

بقیہ :- مسئلہ ختم نبوت

(۵) اخبار میں نسخ نہیں ہوتا

(۶) قسم ظاہر پر دلالت کرتی ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل اور استثناء نہیں ہوتا -

(۷) نزول صعود کا فرع ہے -

(۸) مرزا لعنہ نے عیسٰی علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا تسلیم کیا ہے -

(۹) اس بات کا بھی اقرار کیا ہے۔ کہ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے -

(۱۰) مرزا نے مندرجہ بالا مسلمات بیان کئے ہیں۔ اس وقت اس کا مرتبہ حسب ذیل تھا۔ کہ وہ بغیر خدا کے بلائے نہیں بولتا تھا - اور اس کو علمی فوقیت اور قرآن دانی اور حقائق و معارف کے معلوم ہونے کا بھی دعویٰ تھا - نیز ملہم ، مامور ، مجدد وقت ہونے کا بھی دعویٰ تھا -

قارئین سے

جن دوستوں کی سالانہ خریداری ختم ہو چکی ہے انہیں خطوط روانہ کر دیئے گئے - ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ سالانہ چندہ جلد از جلد دفتر کو روانہ فرما کر ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں - اگر خدانخواستہ آپ کی کسی وجہ سے ختم نبوت کو جاری رکھنے کا ارادہ نہ ہو تو براہ کرم اطلاع دیں -

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور درج فرمائیے -

مینجر

یورپ کا دورہ

بعض مصروفیات کی بناء پر دورۂ یورپ شامل اشاعت نہ ہو سکا لہٰذا عید الضحٰی کے بعد اس کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

بقیہ :- سوال و جواب

جواب شوہر کی طرف سے اجازت ہو تو ضروری کام لے لے جا سکتی ہے

سوال نمبر ۱۰

کیا کوئی شخص اس وقت تک حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ جا نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی تمام لڑکیوں کی شادی نہ کرائے -

جب کہ اس شخص کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔

جواب حج پر جانے کے لئے لڑکیوں کی شادی کرنا کوئی شرط نہیں۔ جس پر حج فرض ہو اس کا حج پر جانا ضروری ہے -

قربانی کی کھالیں

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کو دیجئے

فون نمبر ۷۱۰۶۱

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220 نومبر ۱۹۸۱ء

نعت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کونین میں شہرت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی
چھائی ہوئی رحمت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

مومن کی نگاہوں میں فردوس سے بھی بڑھ کر
آغوشِ محبت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

اے ارضِ مدینہ کاش آنکھوں میں تجھے رکھ لوں
جنت ہے تو جنت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

انوارِ تجلی سے ہیں دونوں جہاں روشن
کیا شمعِ رسالت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

مُردے ہی نہ جی اٹھیں، پتھر بھی پڑھیں کلمہ
ٹھوکر میں وہ قدرت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

لازم ہے جسے رہنا سرتاجِ امم بن کر
وہ خاص جماعت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

طیبہ کا ہر اک کوچہ کیونکر نہ معطر ہو
پھیلی ہوئی نکہت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

اے زائرِ خوش قسمت روضہ کی زیارت بھی
دراصل زیارت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

تا حشر رہے یارب محفوظ حوادث سے
دل میں جو امانت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

کہتے ہوئے مرقد سے محشر میں حمیدؔ آئے
مجھکو تو ضرورت ہے سرکارِ دو عالمؐ کی

حمید صدیقی لکھنوی